سیر و تفریح اور فنون لطیفہ سیرتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

مولانا مفتی ابو الحسن عظمت اللہ سعدی

دار الافتاء جامعہ المرکز الاسلامی بنوں

نمبر شمار	ذیلی عنوانات:
۱	ٹی وی، وی سی آر اور ڈش کی فروخت
۲	گناہ سے بچنے کے لئے ٹی وی فروخت کرنا
۳	ویڈیو، فلم اور کیسٹ کی خرید و فروخت
۴	ناولز کے مطالعے اور تجارت کے بارے میں شرعی حکم
۵	شطرنج، تاش، چوسر سے تفریح حاصل کرنا
۶	چوپڑ، چوسر بازی، یا پچیسی
۷	نرد شیر کا کھیل سے تفریح حاصل کرنا
۸	مذکورہ بالا کھیلوں کے بارے میں احادیث نبویہ ﷺ
۹	شطرنج کھیل کے بارے میں حدیث میں وعید
۱۰	سنت تفریحات (تیراندازی، گھوڑ دوڑ اور پیادہ مشق)
۱۱	دوڑ اور تیراکی کی فضیلت سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں
۱۲	تیراندازی کے بارے میں حدیث شریف
۱۳	گھوڑ دوڑ میں شرط لگانا
۱۴	مختلف مسابقت یعنی بازی لگانے پر انعام کا حکم
۱۵	گھوڑوں کی ریس اور اس پر انعام لینے کا شرعی حکم
۱۶	نمائشوں کی انعامی ٹکٹ کا شرعی حکم
۱۷	اسلحہ کی نمائش سے تفریح حاصل کرنا
۱۸	بطور تفریح مظاہرہ فن دیکھانے کے بارے میں احادیث نبویہ ﷺ
۱۹	شوقیہ طور پر شکار کھیلنے کا حکم
۲۰	کبوتر بازی سے تفریح حاصل کرنا
۲۱	کبوتر باز شیطان ہے
۲۲	کبوتر بازی میں ہار جیت کی شرط لگانا
۲۳	مرغ بازی اور اس میں جوا کھیلنا
۲۴	شوقیہ کبوتر کھانے کا حکم ہے
۲۵	اپریل فول کا شرعی حکم
۲۶	سوِمنگ پول میں بغرض تفریح مرد وعورت کا برہنہ ہو کر نہانا
۲۷	بین الاقوامی سطح پر کھیلے جانے والے چند معروف کھیلوں کی شرعی حیثیت
۲۸	فٹ بال، گیند، کبڈی، کھیلنے کا شرعی حکم
۲۹	دنگل (پہلوانی) کا حکم
۳۰	پول، سنوکر، بولنگ
۳۱	ویٹ لفٹنگ یعنی وزن اُٹھانا
۳۲	بسنت سے تفریح حاصل کرنا
۳۳	بسنت تاریخ اور حدیث کی روشنی میں

ٹی وی، وی سی آر اور ڈش کی فروخت:

موجودہ حالات میں ٹیلی ویژن وی سی آر اور ڈش انٹینا چونکہ بہت سے منکرات اور فواحش پر مبنی ہیں۔ اور ان منکرات اور فواحش کے بغیر اس وقت ان چیزوں کے استعمال کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اس لئے فی الوقت یہی بات طے ہے۔ کہ ان مذکورہ چیزوں

کا کاروبار اختیار کرنا ناجائز ہے۔

گناہ سے بچنے کے لئے ٹی وی فروخت کرنا:

آج کل لوگ اپنے گھروں میں ٹی وی رکھتے ہیں۔اب اگر کسی کو گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جائے تو کیا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے؟اور اس کی قیمت اس کے لئے حلال ہوگی۔تو اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے۔

کہ ٹی وی کا غالب استعمال چونکہ ناجائز طریقوں سے ہو رہا ہے۔اور وہ اس وقت بے شمار دینی اور دنیاوی خرابیوں اور مفاسد پر مشتمل ہے۔اس لئے اصل حکم تو یہی ہے۔کہ ٹی وی نہ گھر میں رکھنا جائز ہے اور نہ اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔

تاہم بحالت موجودہ اس کا بعض جائز استعمال بھی ممکن ہے۔مثلاً یہ کہ اس کو غیر جاندار اشیاء جیسے عمارتوں، مقامات، پارکوں، سمندروں وغیرہ کی نقل وحرکت یا طلوع وغروب وغیرہ کے مناظر اور تصاویر دیکھنے کے لئے اس کو استعمال کیا جائے یا سامان وغیرہ کی چیکنگ اور ہوائی جہاز وغیرہ کے نظام الاوقات بتلانے اور اعلانات کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔یا دیگر سیکورٹی وغیرہ کے انتظامات میں استعمال کیا جائے۔

لہٰذا اگر مذکورہ بالا جائز مقاصد کے لئے خریدنے والے شخص کو ٹی وی فروخت کی جائے تو بیع جائز ہے۔اور اس کی قیمت بھی بلاشبہ حلال ہے۔البتہ ٹی وی اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جائے جس کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ خریدنے والا اسے ناجائز کاموں میں اسے استعمال کرے گا، تو اس کو اس کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں، گناہ ہوگا کیونکہ اس میں گناہ کے کاموں میں معاونت ہے اور اس صورت میں فروخت شدہ قیمت کراہت کے ساتھ حلال ہے۔

فی خلاصه الفتاویٰ (۳:۱۰۰)وبیع الامرد ممن یعلم انه ممن یعصي الله بکره، لانه اعانة علیٰ المعیصة"

ٹی وی فروخت کرنے کی ایک جائز صورت یہ بھی ہے کہ اس کے تمام پرزے الگ کر لئے جائیں اور ان پرزوں کو فروخت کر دیا جائے، تو یہ طریقہ بھی درست ہے۔

ویڈیو، فلم اور کیسٹ کی خرید وفروخت:

سادہ کیسٹوں یا جن کیسٹوں میں قرآن کریم، وعظ تقریر یا کوئی اور دینی یا اصلاحی پروگرام ٹیپ ہوں یا اور کوئی ایسی چیز بھری ہوئی ہو جو خلاف شرع نہ ہو تو ان کیسٹوں کا کاروبار بلاشبہ جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔اور جن کیسٹوں میں گانے، ساز، ڈھولک، سارنگی، ہارمونگی، ہرمونیم اور میوزک وغیرہ ٹیپ ہو ان کیسٹوں کا کاروبار اعانت علی المعصیت کی بناء پر ناجائز اور حرام ہے۔اور اس کی آمدنی بھی حلال نہیں۔اسی طرح فلم جو کسی کاغذ یا کسی اور مادے پر اس طرح ثابت ہے کہ معمولی آنکھ سے بھی دیکھا جا سکے، اسکے تصویر ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لئے اس کی تجارت ناجائز ہے اور آمدنی حرام ہے۔

البتہ ویڈیو کیسٹ کے حکم میں تفصیل یہ ہے کہ ویڈیو کیسٹ بذات خود کوئی حرام چیز نہیں ہے۔اس میں جائز چیز بھی بھری جاسکتی ہے اور ناجائز بھی، مثلاً بے جان اشیاء، مناظر قدرت جو بے جان ہوں، یا ان کی تصویر یا تعلیمی پروگرام جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو۔اس صورت میں ویڈیو کیسٹ اور اس میں بھری ہوئی چیزیں دونوں کی خرید وفروخت جائز ہے۔اور آمدنی حلال ہے۔البتہ اگر ویڈیو کیسٹ میں کوئی غیر شرعی، منکر اور فحش پروگرام محفوظ کیا جائے۔مثلاً گانے، فلم، جاندار کی تصویر وغیرہ تو اس کا حکم بھی کیسٹ کی طرح ہے یعنی محفوظ شدہ غیر شرعی چیز کی خرید وفروخت ناجائز ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے۔البتہ اصل کیسٹ کی قیمت ناجائز نہیں کہلائے گی۔

بطور تفریح ناولز کا مطالعہ اور تجارت کے بارے میں شرعی حکم:

اگر ناولز بہتان، جرائم کی تعلیم، عشق ومحبت، ناجائز تعلقات کی داستان اور اخلاق سوز باتوں پر مشتمل ہوں، جیسا کے آج کل بازاروں میں ملنے والے بہت سے بلکہ اکثر ناولوں کا یہی حال ہے۔تو اس قسم کے ناول بغرض تفریح طبع اور وقت گزارنے کے لئے پڑھنا محض اپنا وقت ضائع کرنا ہے۔اور اگر اس سے اعمال اور اخلاق متاثر ہوتے ہوں جبکہ بالعموم اس کا مشاہدہ ہے۔تو ان کا پڑھنا ناجائز ہے۔

فی احکام القرآن ففی ھذہ الآیة دلالة علیٰ کل ما یلھی ویشتغل عن ذکر اللہ تعالیٰ وعبادتہ کہ ومثلہ مطالعة الکتب المشتملة علی 'المخترعات والاباطیل المسماۃ فی عرفنا بالناول ۱۸۵/۳)۔

کتب، ناول اور ایسی کتابوں کی تجارت کا حکم جو موضوع روایات اور شراب بنانے کی تجویز پر مشتمل ہوں؟ تجارت کتب، ناول وقصہ کہانیاں جو اکثر غلط واقعات پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان سے تفریح حاصل کی جاتی ہے۔اسی طرح ان کتابوں کی تجارت جن میں روایات واحادیث موضوعہ ہوتی ہیں اور ان کتابوں کی تجارت جن میں صنعت ادویہ وغیرہ درج ہوتے ہیں اور بعض نسخہ جات شراب وغیرہ کی آمیزش کے بھی ہوتے ہیں ان کا شرعی حکم تفصیلاً یہ ہے کہ کتب ناول اور جھوٹے قصوں کی کتابیں بیچنا (بشرطیکہ ان جھوٹے قصوں میں خدا اور رسول ﷺ پر جھوٹ نہ بولا گیا ہو یہ جائز تو ہے مگر اچھا نہیں۔اور لایعنی میں آجاتے ہیں۔

ووجہ عدم الجواز عدم تعلق الحرمة بہ بل مبناہ علی نیة من طالعہ فمن طالعہ لغرض حسن مثلاً تعلم الادب ونحوہ فلاباس بہ کالمقامات الحریریہ وکلیلہ ودمنہ والف لیلة ومن طالعہ لیھیج الشھوۃ وتعلل القلب بہ فلایجوز۔

اور جن کتابوں میں موضوع روایات واحادیث ہیں ان کی بیع کرنا شرعاً جائز نہیں۔ ہاں اس طرح جائز ہے کہ کتاب کے سرورق پر جلی قلم سے لکھ دیا جائے کہ اس کتاب میں روایات واحادیث موضوع اور غلط ہیں۔

(فان روایة الموضوع تجوز ببیان حالھا فکذا لبیع)۔

اور جن میں صنعت ادویہ کا بیان ہے، ان کا بیچنا جائز ہے گو اس کی بعض دواؤں میں شراب وغیرہ بھی داخل ہو۔

(لعدم تعلق الحرمة به بل علی استعمال المستعمل ان استعمله من غیر حاجة شدیدة فکان کبیع الامرد ممن یلوط به وغیره)۔

اور تصویر پر کاغذ چسپاں کر دینا چاہیئے اور اگر ایسا نہ بھی کیا گیا تو چونکہ مقصود کتاب کی بیع ہے نہ کہ تصویر کی اس لئے بیع درست ہے مگر کراہت سے خالی نہیں۔(امداد الاحکام ج٤ / ص ٤١٠)۔

شطرنج، تاش، چوسر سے تفریح حاصل کرنا:

تعارف: شطرنج: یہ لفظ فارسی ہے۔ایک قسم کا مشہور کھیل ہے جو چونسٹھ خانوں کی بساط پر بتیس مہروں سے کھیلا جاتا ہے۔سنسکرت زبان میں اس کھیل کا نام چتورنگ تھا جو فارسی میں کثرت استعمال سے شطرنج ہو گیا۔بہار عجم میں یہ لفظ (ترنگ) بمعنی صورت آدمی استعمال کیا گیا ہے۔چونکہ اس کھیل کے اکثر مہروں کے نام انسانی ناموں پر ہوتے ہیں۔اس لئے مجازاً اس کھیل کو سترنگ کہتے ہیں۔بہار عجم میں یہ لکھا ہے کہ یہ لفظ ہندی کا ہے جس کا تلفظ چترانگ ہے۔چتر بمعنی چار اور آنگ کے معنی عضو کے ہیں۔اور مجازاً رکن کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔لہٰذا چترانگ اس فوجی دستے کو کہتے ہیں جو چار ارکان میں منقسم ہو۔چونکہ اس کھیل میں چار ارکان ہوتے ہیں۔سوائے شاہ وفرزین، کہ(فیل واسپ ورخ وپیادہ است) چتورنگ ہندوستان کا ایجاد ہے اور ہمیشہ سے یہاں کے باشندوں کا بہت ہی عام مشغلہ رہا ہے۔البیرونی نے لکھا ہے وہ لوگ ہزار آدمی ایک وقت میں ایک پالنے کے جوڑے سے کھیلتے تھے سلاطین دہلی کے زمانے میں یہ کھیل ہر طبقے کے مسلمانوں میں کھیلا جاتا تھا عہد مغلیہ میں بادشاہ اُمرا اور عوام الناس بلا امتیاز اس کھیل میں بڑی مسرت اور دلکشی محسوس کرتے تھے۔اکبر بادشاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے فتحپور سکیری میں فرش پر شطرنج کی بساط بنوائی تھی اور مہروں کی جگہ پر غلام لڑکیوں کو کھڑا کر کے یہ کھیل کھیلا کرتا تھا بالخصوص مغلیہ اُمرا اس کھیل میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔(ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر ص ۲۰۳،۲۰۴)۔

چوپڑ، چوسر بازی، یا پچیسی سے تفریح حاصل کرنا:

چوسر یا پچیسی ایک قدیم زمانے کا کھیل ہے آئین اکبری میں اس کی تفصیل یہ ملتی ہے، چوسر میں سولہ مہرے ہوتے ہیں ان مہروں کی شکل یکساں ہوتی تھیں۔ہر چار مہرے ایک ہی رنگ کے ہوتے تھے۔تمام مہرے ایک ہی طرف کی چالیں چلتے تھے۔چوسر پانسوں سے کھیلی جاتی تھی۔پانسے تعداد میں تین اور شکل میں شش پہلو ہوتے تھے۔پانسوں کے چار طولانے پہلوؤں پر ایک، دو پانچ اور چھ نقطوں کے نشانات ہوتے بساط کی شکل دو مستطیل کی ہوتی تھی جو ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتی تھی بساط ہر جانب سے برابر ہوتی تھی۔اور ہر ضلع میں تین قطاریں اور ہر قطار میں آٹھ خانے ہوتے تھے درمیان میں ایک چھوٹا سا مربع چھوڑ دیا جاتا تھا۔

نردشیر کا کھیل سے تفریح حاصل کرنا:

نردشیر کا معنی: نرد بمعنی ہار جیت کی بازی، فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ بنام اردشیر ابن تابک گزرا ہے اس نے یہ جوا ایجاد کیا یہ تسمیۃ المبنی باسم البانی کے قبیل سے ہے صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ اس کا موجد شابور ابن آردشیر بن تابک ہے۔(مرقاۃ المفاتیح ج ۹؍۲۰۳۹۶).

مذکورہ بالا کھیلوں کے بارے میں احادیث نبویہ ﷺ:

عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ ﷺ قال من لعب بالنرد فقد عصی اللہ ورسولہ ۔ (رواہ ابوداؤد ج۲/ص ۳۱۹)۔

ترجمہ: حضرت ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے (نردشیر سے کھیلا اس نے اللہ تعالی اور اسکے رسول کی نافرمانی کی (۲) ملعون من لعب بالشطرنج والناظر الیھا کا کل لحم الخنزیر ۔ (کنز العمال حدیث ٤٠٦٣٦) ۔

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے کہ شطرنج کھیلنے والا ملعون ہے اور جو اس کی طرف دیکھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے خنزیر کا گوشت کھانے والا، امام مالک اور امام احمد اس پر متفق ہیں کہ تاش اور شطرنج بھی نردشیر کے حکم میں ہیں نردشیر کھیلنا کبیرہ گناہوں میں سے شمار کیا گیا ہے اسی طرح تاش اور شطرنج کا بھی یہی حکم ہے

کفایۃ المفتی میں ہے کہ تاش، چوسر، شطرنج لہو ولعب کے طور پر کھیلنا مکروہ تحریمی ہے اور عام طور پر کھیلنے والوں کی غرض یہی ہوتی ہے نیز ان کھیلوں میں مشغولی اکثر طور پر فرائض اور واجبات کی تفویت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس صورت میں اس کی کراہت حرمت تک پہنچ جاتی ہے، اسی طرح تاش اور شطرنج میں اگر کوئی ہار جیت کی شرط لگائی جائے تو پھر جوا اور سود ہے جس کی وجہ سے حرمت زیادہ قوی ہوجاتی ہے:

"وفی البحر ویکرہ اللعب باالشطرنج والنرد والاربعۃ عشر بقولہ علیہ والسلام کل لعب حرام الاملاعبۃ الرجل زوجتہ ورمیہ بقوسہ وفرسہ لکونہ یصدعن الجمع والجماعات وسبب للوقوع فی فواحش الکلام اہ" (ص ۱۸۹/۸)۔

شطرنج کھیل کے بارے میں حدیث میں وعید:

ایک حدیث میں ہے کہ: جب تم ان شطرنج اور نرد کھیلنے والوں پر گذرو تو ان کو سلام نہ کرو اور اگر وہ تمہیں سلام کریں تو ان کو جواب نہ دو۔ (کنز العمال حدیث ٤٠٦٤٤) ۔

مسئلہ: تاش اگر صرف ذہنی ورزش یا تفریح کیلئے کھیلا جائے جس کی وجہ سے فرائض اور ضروریات زندگی کو مجروح نہ کیا جائے تو پھر اسکے کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(امداد الفتاوی ج٤/ ص ٢٥٢)۔

مسئلہ:۔شطرنج کھیلنا حرام ہے۔اس لئے اگر کسی نے کہا کہ میں غم اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے کھیلتا ہوں۔تو یہ اگر از روئے کتاب یا حدیث حرام ہو تو مجھ پر بیوی طلاق تو طلاق پڑ جاتی ہے۔

فتاویٰ تتارخانیہ میں اس طرح تحریر ہے:

قوله وفی الولوجية: رجل قال العب بالشطرنج ليذهب الغم غيرمحرم ثم قال بالفارسية: اگراين بازى كه من ميكنم حرام است از كتاب يا از خبر يا ازقياس زن ما طلاق وقع الطلاق علىٰ امرء ته لان اللعب بالشطرنج حرام بأثار الصحابه وبالقياس الخ (فتاوى تتارخانيه ج٣ص ٥٢١) اللعب بالشطرنج قال: ابن قدامة فی المغنی قوله: فاماالشطرنج فهو كالنرد فی التحريم الا ان النرد اكبر منه فی التحريم لورود النص فی تحريمه لكن هذافی معناه فيثبت فيه حكمه قياساً عليه: الخ (فقه السنه ج١٣ص٣٧٦)۔

نوٹ:شطرنج کھیلنے والے کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے پانچ شرائط کے ساتھ القمار عليه، وكثرة الحلف عليه واخراج الصلوة عن وقتها بسببه واللعب به علىٰ الطريق وذكرشئی من الفسق عليه (شرح الاشباه وانظائرج٢/ ٢٥٥) اسی طرح شطرنج دیکھنے والوں پر فسق کا خوف ہے۔

جیسا کہ حاشیہ الاشباہ میں ہے۔

وفی الحاشية وفی النوازل سئل ابوالقاسم وعمن ينظر الىٰ لاعب الشطرنج فقال اخاف ان يكون فاسقا اه۔ (غمز عيون البصائر علىٰ هامش الأشباه ص٢٥٥)۔

سنت تفریحات (تیراندازی، گھوڑ دوڑ اور پیادہ مشق):

سابقہ اُصول وقواعد سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ ہر وہ کھیل جو علم وعمل کے لئے معاون بنتا ہو اور وہ فی نفسہ جائز اسکا کھیلنا جائز بلکہ مباح اور کبھی مستحب کے درجے میں شمار ہوتا ہے یہی حکم تیراندازی، نیزہ بازی اور پیادہ مشق کا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

(كل شئی من لهو الدنيا باطل الا ثلاثة۔ انتضالك بقوسك و تاديبك لفرسك وملا عبتك لاهلك فانهن من الحق (مستدرك كتاب الجهاد: ج٢/ص ٩٥) ترجمہ:مؤمن کا ہر لہو(بے فائدہ اور عبث کام باطل ہے) مگر صرف تین قسم کے کھیل اس سے مستثنیٰ ہیں(١) تیراندازی۔(٢) گھوڑے کی سواری اور (٣) دوڑ۔

اور اپنے بیوی کے ساتھ ملاعبت اور اسی پر پیادہ دوڑ میں مقابلہ مسابقہ بھی قیاس ہے اور اسی طرح وہ پہلوانی جس میں حدود

شرع کی موافقت پائی جاتی ہے۔ موافق ہو (ستر اور فرائض شرعی مجروح نہ ہو) جیسا کہ ایک مشہور پہلوان رکانہ نامی نے رسول اللہ ﷺ سے کشتی ٹھہرائی تو آپؐ نے اس کو پچھاڑ دیا۔

(ابوداود فی المراسیل) اور شامی میں ہے۔

"وقد جاء الاثر فی رخصة المصارعة لتحصیل القدرة علی المقاتلة دون التلهی فانه مکروه، پیادہ اور تیرہ اندازی کے حوالے سے شامی میں ہے قال: الشامی قدمنا عن القهستانی انه یعلم منها جواز الرمی وغیرها لما روی انه علیه الصلوة والسلام قال لاسبق الا فی خف او حافر او نصال الا انه زید علیه السبق فی القدم بحدیث عائشةؓ ففیما وراۤئه بقی علی اصل النهی"۔

دوڑ اور تیراکی کی فضیلت سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں:

الترغیب والترہیب میں ہے۔

"عن عطاابن ابی رباح قال رأیت جبیر بن عبد الله وجابر بن عمیر الانصاری یرمیان فمل احدهما فجلس فقال له الاخر کسلت؟ سمعت رسول الله ﷺ یقول کل شئ لیس من ذکرالله عزوجل فهو لهو الاالاربع خصال مشی الرجال بین الغرضین وتادیبه فرسه وملاعبته اهله وتعلیم السباحة الخ (رواه النسائی باسناد صحیح والطبرانی فی الکبیر باسناد جید وعنه عن ابی الدرداء رفعه من مشی بین الغرضین کان له بکل خطوة حسنة وعند البهیقی عن جابر مرفوعاً وجبت محبتی علیٰ من سعیٰ بین الغرضین وعند طبرانیٰ عن مجاهد قال: رأیت ابن عمر یشتد بین الغرضین ویقول انیٰ بها انیٰ بها۔ (الترغیب والترہیب مع اردو ترجمہ۔ ج۳/۲۲۰)۔

ترجمہ: عطاابن ابی رباحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جابر بن عبداللہ اور جابر بن عمیر انصاری آپس میں تیر اندازی کا مقابلہ کرر ہے تھے، ایک ان میں سے اُکتا کر بیٹھ گیا تو دوسرا کہنے لگا: تھک گئے؟ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ ہر چیز اللہ کے ذکر کے سوا بھول یا جی کا بھلاوا ہے علاوہ چار چیزوں کے ایک آدمی کا دوحدوں کے درمیان چلنا (۲) اپنے گھوڑے کو سدھارنا (۳) اپنی بیوی سے جی بہلانا (۴) تیراکی کی تعلیم (اس کا سیکھنا، سکھانا) اور حضرت ابودرداءؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دوحدوں کے درمیان چلا اس کے لئے ہر قدم پر ایک نیکی ہے اور حضرت جابرؓ نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میری محبت اس کے لئے یقینی ہے جو دوحدوں کے درمیان دوڑا۔ اور مجاہد کہتے ہیں، کہ میں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا کہ وہ دوحدوں کے درمیان دوڑتے تھے، اور کہتے جاتے تھے اب پہنچا میں اب پہنچا۔

تشریح: یہ چار چیزیں بھول اور غفلت میں شمار نہیں اس لئے کہ تین ان میں سے تو خدا ہی کے ایک بڑے حکم کے لئے تیاری ہے اور ایک یعنی میاں بیوی کے حقوق ادا کرنا یہ بھی شریعت ہی کی تعلیم ہے۔ دوحدوں سے مراد وہ حدیں یا نشانی ہے جو دوڑ کے لئے

مقرر کئے جاتے ہیں یہاں سے چل کر فلاں جگہ تک پہنچنا ہے۔دیکھیں کون پہلے پہنچتا ہے،اسی طرح تیر چلانے کے لئے کوئی نشانی مقرر کی گئی،اور تیر مارنے کے بعد اس کو لانے کے لئے چلنا پڑا تو یہ سب نیکی ہے اس لئے کہ یہ ایک عظیم مقصد کے لئے تیاری ہے۔

تیراندازی کے بارے میں حدیث شریف:

"وعن سعد ابن ابی وقاص قال علیکم بالرمی فانه خیر اومن خیر لهو کم"(الترغیب والترهیب ج ۳ /۲۱۶)۔

ترجمہ: حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ نے فرمان رسول نقل کیا ہے کہ تیراندازی کا اہتمام کیا کرو کیونکہ یہ تمہارا سب سے بہترین کھیل ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارے بہترین کھیلوں میں سے ہے۔اور ساتھ ہی ایک بڑے مقصد کی تیاری ہے۔

وعن عتبه بن عبد السلمی ان النبی ﷺ قال لاصحابه قوموا فقاتلوا قال فرمی رجل بسهم فقال رسول الله ﷺ اوجب هذا (رواه الطبرانی فی حدیث واسنادها جید ، مجمع الزوئد ۵/ ۲۷۰)۔

گھوڑ دوڑ میں شرط لگانا:

عن ابی هریرةؓ قال رسول الله ﷺ من ادخل فرساً بین فرسین وهو لا یامن ان یسبق فلیس بقمار ومن ادخل فرساً بین فرسین وقد آمن ان یسبق فهو قمار۔ (اخرجه ابو داؤد)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس شخص (ثالث) نے دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا داخل کیا اور اس کو اس امر کا یقین نہ ہو کہ اس کا گھوڑا آگے بڑھے گا تو یہ قمار نہیں ہے اور جو شخص (ثالث) نے دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا داخل کیا اور اس کو اس بات کا یقین ہو کہ اس کا گھوڑا آگے بڑھ جائے گا تو یہ قمار ہے۔

وضاحت: حضور ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں ایک جانب سے شرط جائز ہے اور جب جانبین سے شرط ہو تو ایسی صورت میں ایک شخص ثالث کی ضرورت ہے جس کو محلل کہتے ہیں (حلال کرنے والا) جس کی وجہ سے شرط حلال ہو گی لیکن شرط یہ ہے کہ اس شخص ثالث کو اپنی ہار جیت کا یقین نہ ہو بلکہ دونوں محتمل ہوں پس اگر اس کا گھوڑا آگے بڑھ جائے گا۔یہ ان دونوں سے جیت جائے گا تو دونوں سے مال مشروط بہ لے لے گا۔اور اگر اس کا گھوڑا پیچھے رہ جائے گا یہ ہار جائے گا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہو گا۔غرضیکہ جانبین میں جو شرط ہوئی تھی اور قمار کی ایک صورت پیدا ہو گئی تھی۔اس شخص ثالث نے اس کو باطل کر دیا اور ایک طرفہ شرط باقی رہ گئی۔پس اگر اس شخص کو اپنی ہار جیت کا یقین ہو۔تو پھر اس صورت میں اس کی شرکت بے سود ہو گئی اور جانبین کا شرط علی حالہ قائم رہے گا جو قمار ہے۔(جامع الاصول من احادیث الرسول ص ر ۱۲۰) ۔

اسی طرح ھندیہ میں ہے:

(قوله والمسابقة یجوز فی اربعة اشیاء فی الخف یعنی البعیر وفی الحافر یعنی الفرس والبغل وفی النصل

يعنى الرمي وفي المشى با الاقدام الا يعنى العدو وانما يجوز ذالك ان كان البدل معلومافى جا نب واحدبان قال ان سبقتنى فلك كذا وان سبقتك لا شئى لى عليك او على القلب اما اذا كان البدل من الجانبين فهو قمار حرام الا اذا ادخلا محللا بينهما ۔ فقال كل واحد منهما ان سبقتنى فلك كذا وان سبقتك فلى كذا وان سبق الثالث لا شئى له والمراد الجواز(لا الا ستحقاق) كذا فى الخلا صه۔ (هنديه ج۵/ ص ۳۲٤)۔

مختلف مسابقت یعنی بازی لگانے پر انعام کا حکم:

مسابقہ بلا معاوضہ و بلا انعام خواہ انسانوں کے درمیان ہو یا جانوروں کے درمیان سواری کے ساتھ ہو یا پیادہ دوڑ میں بغرض اصلاح بدن ہو یا فوجی و عسکری تعلیم و تربیت ہو جائز ہے۔ بلکہ امام نوویؒ کے نزدیک مستحب ہے۔ البتہ محض تماشا اور کھیل مقصود ہو تو جائز نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسابقہ بالخیل یعنی گھوڑ دوڑ کرائی ابن عمرؓ نے بھی مسابقت میں خود حصہ لیا۔ مسابقہ خواہ تقریر میں ہو یا مشاعرہ میں گاڑی چلانے میں ہو یا جانوروں کے ساتھ بازی لگانے میں مسابقت میں حصہ لینے والے دونوں فریق یا چند فریق ہر جیتنے والے کے لئے عوض، انعام، دینے کی شرط رکھیں تو یہ مسابقت ناجائز ہے۔(جواهر الفقه ج ۱۸۲/۱)۔

گھوڑوں کی ریس اور اس پر انعام لینے کا شرعی حکم:

بعض مقامات میں گھوڑوں کی ریس میں انعام مقرر کیا جاتا ہے یہ انعام کا روپیہ ان لوگوں سے بطور ٹکٹ داخلہ وصول کیا جاتا ہے۔ جو گھوڑ دوڑ کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں اور کچھ رقم گورنمنٹ خود اچھے گھوڑوں کی نسل بڑھانے اور پالنے کے لئے اور رعایا کو ترغیب دلانے کے لے دیتی ہے تو اس میں شرعی حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ انعام اس بنیاد پر ہو کہ اس میں دونوں طرف سے شرط ہو کہ ایک جیتے تو دوسرا اس کو اتنا دے اور دوسرا جیتے تو یہ اس کو اتنا دے یہ صورت جائز نہیں ہے۔ اور اگر انعام دینے والا تیسرا ہو تو یہ صورت جائز ہے۔ رہا یہ کہ یہ رقم تماش بینوں سے بطور ٹکٹ داخلہ لیتے ہیں تو اگر اس ٹکٹ داخلہ کی رقم گورنمنٹ لیتی ہیں اور وہ زمین جس میں گھوڑ دوڑ ہوتی ہے گورنمنٹ کی ملک ہے یا اس نے کرایہ پر لے رکھی ہے تو اس رقم سے انعام لینا حلال ہے اور جو رقم گورنمنٹ بطور خود انعام میں دے جو ٹکٹ داخلہ کے رقم سے علاوہ ہو اس کا لینا مباح ہے۔

(امداد الا حکام ج ۴/ ص ' ۳۶۹، کفایت المفتی ج۸/ ص ۱۸۵)۔

نمائشوں کی انعامی ٹکٹ کا شرعی حکم:

بعض بڑے شہروں میں مختلف قسم کی نمائشوں کے اندر داخلہ کا ٹکٹ ہوتا ہے، اور نمائش کے منتظمین یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً دس روپیہ کا ٹکٹ ایک مشت خریدے گا۔ اس ٹکٹ میں عام جو لوگوں کی طرح نمائش میں بھی داخل ہو سکے گا۔ اور ان ٹکٹوں پر

بذریعہ قرعہ اندازی کچھ انعام مقرر ہوتے ہیں۔ جس کا نمبر نکل آئے اس کو انعام بھی ملتا ہے۔ یہ صورت صریح قمار سے تو نکل جاتی ہے ۔کیونکہ ٹکٹ خریدنے والے کو اس ٹکٹ کا معاوضہ بصورت داخلہ نمائش مل جاتا ہے لیکن اب دارومدار نیت پر ہے۔ جو شخص موہوم انعام کی نیت سے یہ ٹکٹ خریدتا ہے وہ ایک گونہ قمار کا ارتکاب کر رہا ہے اور جس کے پیش نظر صرف نمائش میں جانا ہے اور انعام کی ہوس پیش نظر نہیں۔ پھر اتفاقاً انعام بھی مل گیا وہ قواعد کی رو سے قمار کے حکم سے نکل گیا۔ (جواهر الفقه ج ۲/ ص ۳۵۱)۔

اسلحہ کی نمائش سے تفریح حاصل کرنا:

وہ جدید آلات جہاد جن کے واسطے جہاد کی تیاری کی جاتی ہے اور موجودہ دور میں دشمن کے مقابلے کے لئے استعمال ہوتے ہیں کہ ان سے جہاد کی تربیت، آلات جہاد کی مشق اور اس میں مہارت اور اعضاء کی ورزش حاصل ہوتی ہو جیسے بندوق، توپ اور اسکے علاوہ دیگر اسلحہ کی نمائش درست قرار دی جاتی ہے۔ (بذل المجهود ج ۱۱ /ص ۴۲۸)۔

اور اسکا ماخذ صاحب بدائع کا یہ قول ہے:

(قوله ولان الاستثناء يحتمل ان يكون المعنى يوجد فى غيرها وهو الرياضة والاستعداد للجهاد فى الحملة فكانت لعباً صورة ورياصة وتعلم لاسباب الحهادفيكون جائزاًاذا استجمع شرائط الحواز ولئن كان لعبا لكن اللعب اذا تعلقت به عاقبة محمود ة لايكون حراماً ولهذا استثنى ملاعبة الاهل لتعلق عاقبة حميدة وهو انبعاث الشهوة الداعية الى الوطء الذى هو سبب التوالد والتناسل والسكنى وغير ذالك من العواقب الحميدة (بدائع الصنائع ج٦/ص ٩٠٦)۔

بطور تفریح مظاہرہ فن دیکھانے کے بارے میں احادیث نبویہ ﷺ:

ابن حبان کی ایک روایت میں ہے: " لما قدم وفد الحبشة قامو يلعبون فى المسجد ''.

ترجمہ: جب حبشہ کا وفد آیا تو اسکے لوگ مسجد میں کھیل کود کا مظاہرہ کرنے لگے مشہور محدث مہلب اس ذیل میں ارقام فرماتے ہیں۔

"المسجد موضوع لامر جماعة المسلمين فما كان من الاعمال يجمع منفعة الدين واهله جاز فيه"(فتح البارى ج ١/ص٥٤٩)۔

ترجمہ: مسجد مسلمانوں کی ضرورت کیلئے بنتی ہے اس لئے ایسے اعمال جن سے دین اور اہل دین کو فائدہ پہنچے اس میں انکا انجام دینا جائز ہے دوسرے یہ کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب نے اس کھیل کو دیکھا اور اس میں دلچسپی لی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقوی اور دیانتداری کے منافی نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

(وفی الحدیث جواز النظر الی اللهو المباح) فتح الباری ج:۱ ص/۵۴۹)۔

حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو کھیل مباح اور جائز ہیں دیکھے جاسکتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خوشی کے مواقع پر ایسے فن اور ہنر کا مظاہرہ جس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچے غلط نہیں۔حبشیوں کے اس کھیل کے بارے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ ایک کھیل ہے لیکن حقیقت میں اس سے نیزہ بازی اور تلوار چلانے کی مشق اور دشمن سے مقابلہ کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، یہ ایک پسندیدہ عمل ہے حبشیوں کے اس مظاہرہ فن کو کھیل اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں حقیقت پر عمل مقصود نہیں ہوتا۔دکھایا جاتا ہے کہ جو دشمن پر حملہ ہو رہا ہے لیکن حملہ نہیں ہوتا، اس پہلو سے یہ ایک کھیل ہے۔

اہل عرب ایک طرف تکلف اور تصنع سے پاک اور سادہ مزاج تھے اور دوسرے طرف جری، بہادر، جنگجو تھے، تیر وکمان اور شمشیر وسنان سے انہیں عشق تھا، وہ اسکی مشق اور تیاری میں لگے رہتے، یہ ان کی معاشرتی زندگی کا ایک حصہ اور ان کی تفریح اور دلچسپی کا بڑا ذریعہ تھا۔اسلام نے ان کے اس رجحان کو تقویت پہنچائی البتہ اسے صحیح سمت اور دینی واخلاقی رخ عطا کیا۔

قرآن مجید میں جنگ کے احکام دیتے ہوئے کہا گیا:

وَ آعدوا لهم مااستطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوا الله وعدو كم (الانفال/۶۰)۔

ترجمہ: اور ان کے مقابلے میں جہاں تک ہو سکے قوت اور تیار رہنے والے گھوڑے مہیا رکھو تا کہ اس کے ذریعہ اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو ڈراسکو دشمن کے مقابلے میں جس جنگی قوت کو فراہم کرنے کا یہاں ذکر ہے حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا، "الا ان القوة الرمی" (قوت سے مراد تیراندازی ہی ہے مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرمی والحث علیہ) جس دور میں یہ بات کہی گئی اس میں تیراندازی کو جنگ میں نمایاں اہمیت حاصل تھی موجودہ دور میں جنگی قوت کا تعلق تیراندازی سے نہیں بلکہ توپ خانوں، بمبار طیاروں اور جدید اسلحہ سے ہے جو بری اور بحری جنگ میں استعمال ہوتے ہیں یہ ایک الگ موضوع ہے۔یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ تیراندازی جو اس دور میں جنگ کی ایک اہم تکنیک تھی۔اس کی آپ نے ترغیب دی اور تاکید فرمائی۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ ہی کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

(ستفتح علیکم ارضون ویکفیکم الله فلا یعجز احدکم ان یلهو مهمه.

"(مسلم کتاب الا مارة باب فضل الرمی والحث علیه)۔

ترجمہ: جلد ہی تمہارے ممالک فتح ہونگے، دشمنوں کے شر سے اللہ تعالی تمہیں نجات دے گا لیکن تم میں سے کوئی بھی اپنے تیروں سے کھیلنے میں کمزوری اور سستی نہ دکھائے۔

اس ارشاد کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ آئندہ تم مختلف ممالک کو فتح کروگے اس وقت اللہ تعالی دشمنوں کے شر سے

تمہیں بچائے گا لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ تم تیراندازی میں مہارت اور تجربہ حاصل کرو دوسرا مطلب یہ ہے کہ ملکوں کے فتح ہونے کے بعد تمہارے اندر غفلت نہ آنے پائے اور تم تیراندازی کی مشق نہ چھوڑ بیٹھو، اسے جاری رکھو، یہ فتح ونصرت کا ذریعہ ہے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام تیراندازی کی مشق فرمایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہمت آفزائی ہوتی تھی۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ تیراندازی کرتے رہتے اور اسوقت کہ اتنی روشنی باقی رہتی کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ سکتا۔

(ابو دائود کتاب الصلوۃ باب وقت المغرب) .

حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک انصاری لڑکا ایک روز صبح کے وقت نشانہ باندھ کر تیر چلا رہے تھے، جب سورج دو تین نیزوں کے برابر بلند ہوگیا تو اسے گرہن لگ گیا اور سورج گرہن کی نماز پڑھی گئی۔(حوالہ بالا باب الکسوف)۔

حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ وبیلہ کے کچھ لوگ تیراندازی کا مقابلہ کررہے تھے رسول اللہ ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو فرمایا بنو اسماعیل تیر چلاؤ تمہارے باپ ابراہیم بھی تیرانداز تھے، تیر چلاؤ میں فلاں فلاں خاندان والوں کے ساتھ ہوں، یہ سنکر دوسرے فریق نے ہاتھ روک لئے، آپ نے فرمایا تیر کیوں نہیں چلاتے، انہوں نے عرض کیا تیر کیسی چلائیں جبکہ آپ ان کے ساتھ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں (بخاری کتاب الجهاد، باب التحریض علی الرمی) حضرت عقبہ بن عامرؓ پیرانہ سالی میں دو نشانات قائم کرکے انکے درمیان تیراندازی کیلئے دوڑ رہے تھے۔ فقیم اللخمی نے پوچھا کہ اس سن میں آپ دوڑ لگا رہے ہیں، یہ آپ کیلئے مشقت کا باعث ہوگا، انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد میں نے سنا ہے، اسی وجہ سے یہ تکلیف برداشت کررہا ہوں ورنہ اسکی ضرورت نہ تھی وہ ارشاد یہ ہے۔(من علم الرمی ثم ترکه فلیس منا او قد عصی)۔

ترجمہ:۔ جس نے تیراندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ بیٹھا تو وہ ہم سے نہیں ہے یا یہ فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی۔

(مسلم کتاب الامارة باب فضل الرمی والحث علیه) .

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ نبی ﷺ کے ساتھ ایک ہی ڈھال استعمال کررہے تھے ابو طلحہ اچھے ناوک انداز تھے جب وہ تیر چلاتے تو حضور ﷺ جھانک کر دیکھتے کہ تیر کہاں گر رہا ہے اور کس کو نشانہ بنا رہا ہے۔

(بخاری کتاب الجهاد باب المجن ومن یترس بترس صاحبه) .

غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو اپنے ترکش سے تیر دیتے ہوئے فرمارہے تھے۔(بابی وامی) تیر چلاؤ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں حضرت سعدؓ تیر چلا رہے تھے یہاں تک کہ ترکش خالی ہوگیا، راوی فرماتے ہیں کہ میں نے صرف حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں آپؐ کی زبان سے یہ الفاظ سنے کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہو۔ تیراندازی کے ساتھ اس میں اشتراک وتعاون اور اس کی صنعت کے فروغ کا بھی ثواب ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللّٰہ عز وجل یدخل باالسھم الواحد ثلاثۃ نفر الجنۃ صانعہ یحتسب فی صنعہ الخیر والرامی بہ ومنبلہ وارموا وارکبوا وان ترموا احب الی من ان ترکبوا لیس من اللھو الا ثلاث تادیب الرجل فرسہ وملاعبتہ اھلہ ورمیہ بقوسہ ونبلہ ومن ترک الرمی بعد ما علمہ رغبۃ عنہ فانھا نعمۃ ترکھا او قال کفرھا.

(ابوداؤد کتاب الجہاد باب الرمی).

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ذریعہ تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں اس کا بنانے والا جو اپنی صنعت کے ذریعہ خیر اور ثواب کا قاصد ہو، اس تیر کا چلانے والا اور تیر کے چلانے میں مدد کرنے والا، تم تیراندازی اور گھوڑسواری کرو، تمہارا تیراندازی کرنا تمہارے گھوڑسواری سے بھی زیادہ مجھے پسندیدہ ہے تین چیزیں ہیں جو لہو ولعب میں شامل نہیں۔آدمی کا اپنے گھوڑے کو سدھانا، اپنی بیوی سے ہنسی مذاق کرنا اور تیروں پر ناوک زنی کرنا، جس کسی نے تیراندازی سیکھنے کے بعد اسے ترک کردیا اس نے ایک نعمت کو ترک کیا یا اس نے اس نعمت کی ناقدری کی۔آحادیث سے تیراندازی کی طرح گھوڑسواری کی بھی ترغیب دی گئی ہے، اسکی اہمیت اپنی جگہ ثابت ہے لیکن آدمی گھوڑے پر سوار ہونے کے باوجود زیادہ فاصلہ سے دشمن پر حملہ نہیں کرپاتا۔البتہ دور سے اس پر ناوک فگنی کی جاسکتی ہے، اس پہلو سے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اسی کو حدیث میں نمایاں کیا گیا ہے۔تیراندازی جرات وبہادری کی علامت ہے، اس کا سیکھنا، اس کی مشق کرنا اس میں تعاون کرنا، بشرطیکہ یہ سب پاکیزہ مقاصد کیلئے ہوں تو عین ثواب ورنہ باعث عذاب ہے۔

شوقیہ طور پر شکار کھیلنے کا حکم:

کسی بھی جانور کا شکار اس غرض سے کرنا چاہیئے کہ اس سے کچھ نفع حاصل ہو، صرف کھیل تماشا کے طور پر شکار کرنا جائز نہیں۔ خصوصاً حرام جانور کا شکار کہ جس سے کوئی ظاہراً فائدہ نہ پہنچتا ہو۔مگر وہ جانور جو کھیت وغیرہ کو نقصان پہنچاتا ہو تو پھر اسے مارنا مرخص ہے۔یعنی موذی جانوروں کے خاتمہ کے لئے ان کو مارنا جائز ہے۔

لما قال العلامۃ وھبۃ الزحیلی : ویکرہ الصید لھواً لانہ عبث لقولہ علیہ السلام لا تتخذوا شیئاً فیہ الروح غرضاً ای ھدفاً من قتل عصفوراً عبثاً عجّ الی اللّٰہ یوم القیمۃ یقول یا رب ان فلاناً قتلنی عبثا ولم یقتلنی منفعۃ(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج:۳ص/ ۶۹۳)۔

اور علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

”ویکرہ للتلھی“(الدر المختار ج ۱ ۴۶)۔

اور ھشام بن زید کی روایت میں ہے فرماتے ہیں میں حضرت انس کے ساتھ حکم بن ایوب کے ہاں پہنچا انہوں نے دیکھا

کہ کچھ لڑکے مرغی کو باندھ کر تیر اندازی کر رہے ہیں، فرمایا اس طرح جانوروں کو باندھ کر مارنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے (بخاری کتاب الذبائح والصید باب مایکرہ من مثلہ ج۲ص ۸۲۸) اور عربی میں اس کو مصبورہ کہتے ہیں۔

والمصبورة هي الدابة التي تحبس وهي حية ليقتل بالرمي ونحوه .والمجثمة بالجيم والمثلثة المفتوحة التي تربط وتجعل غرضه الرمي. (فتح الباری ج: ۲. ۸۲۸)۔

امام بخاری نے اسی نام پر باب کا انعقاد فرمایا ہے۔

(باب مایکره من المثلة والمصبورة والمجثمة).

جس سے اس ممانعت کی تاکید معلوم ہوتی ہے فتاوی محمودیہ میں ہے۔شکار خواہ حلال جانور کا ہو یا حرام شرعاً مباح اور درست ہے جبکہ اس سے شکاری کے لئے کوئی غرض حاصل ہو جائے مثلاً جانور کا گوشت کھانا یا کسی جانور کا پر یا بال، یا سینگ یا ہڈی وغیرہ کوئی چیز مطلوب ہو، اگر محض لہو ولعب اور اضاعت وقت مطلوب ہو تو ناجائز ہے۔(فتاوی محمودیہ ج ۶ ص / ۳۲۰).

کبوتر بازی سے تفریح حاصل کرنا:

کبوتر بازی جس طرح آجکل کی جاتی ہے یہ سخت ناجائز اور حرام ہے کہ اس میں بہت اعمال شریعت کے خلاف ہیں، اول کوٹھوں پر چڑھنا اور پڑوس کی بے پردگی کی پرواہ نہ کرنا۔ دوسرے تالیاں بجانا سیٹیاں بجانا اور شور مچانا کہ یہ سب باتیں لہو ولعب کی غرض سے سخت گناہ ہیں تیسرے دوسروں کے کبوتروں کو پکڑ لینا اور پھر ان کو واپس نہ کرنا بیچ کر اپنے کام میں لانا کہ یہ بھی حرام ہے۔ چوتھے اپنے شور وشغب سے نمازیوں اور دوسرے مشاغل میں معروف لوگوں کے کام میں خلل ڈالنا اور ان کے خیالات کو پریشان کرنا یہ بھی سخت گناہ ہے اور ان سب باتوں کا مجموعہ خدا سے عذاب نازل کرنے کے لئے سبب بن سکتا ہے دنیا میں نہ آئے تو آخرت میں مواخذہ ہونا شرعی قاعدہ سے ثابت ہے۔ (کفایت المفتی : ج۸/ ص ۱۸۱).

حدیث شریف میں وعید:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو کبوتروں کے پیچھے جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک شیطان ایک شیطانہ کے پیچھے جا رہا ہے۔

وضاحت: چونکہ عموماً کبوتروں سے کھیلنے کی زیادہ مشغولیت رکھنے والے اُمور دینیہ سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس کے پیچھے لگنے والے کو شیطان اور کبوتری کو شیطانہ کہا ہے اور اسکے ذریعہ جوا بھی کھیلا جاتا ہے یہ وجہ بھی شیطان کہنے کی ہے۔ البتہ محض کبوتر پالنا جائز ہے حضور ﷺ نے مسجد حرام میں بہت کبوتر پالے ہوئے تھے، پہلے زمانے میں کبوتروں سے پیغام رسائی کا کام لیا جاتا تھا تاہم کبوتر بازی ممنوع ہے (الادب المفرد ص/۷۵۶) اسی کے حکم میں ہے بٹیر بازی، تیتر بازی، کہ محض ان کا پالنا جائز اور ان کو

لڑانا اور اس پر مالی ہار جیت کی شرط لگانا درست نہیں ہے۔(مرآۃ المفاتیح ج ۴ ص/ ۸۰).

کبوتر بازی میں ہار جیت کی شرط لگانا:

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم دو کبوتروں کے ذریعہ شرط لگا کر جوا کھیلتے ہیں۔اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے کہ اپنے درمیان کسی کو محلل ڈالیں کیونکہ یہ ڈر ہوتا ہے کہ وہی سب کچھ لئے جائے گا۔ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ یہ تو بچوں کا کام ہے جو کبوتروں سے کھیلتے ہیں اور اس میں شرط لگاتے ہیں اور چونکہ اس میں گناہ ہے اس لئے تم اسے جلد ہی چھوڑ دو گے (جب تک آخرت کا دھیان نہیں ہے اس پر عمل کرتے رہو) ۔ (الادب المفرد ص/ ۷۴۳).

تشریح:اگر دونوں جانب سے یہ شرط لگائے کہ جو شخص جیت لے گا وہ دوسرے آدمی سے مال لے گا یہ صریح حرام ہے۔

(الادب المفرد ص/ ۷۴۳) .

مرغ بازی احادیث کی روشنی میں:

دیہات اور قصبات میں عام رواج ہے کہ جانوروں کو آپس میں لڑاتے اور خود تفریح کرتے ہیں یہ لڑانا کبھی مرغوں کبھی بٹیروں کہیں تیتر وغیرہ یہ سب ناجائز اور حرام ہے ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے۔

(نهى رسول الله ﷺ عن التحريش بين البهائم)۔

ترجمہ:یعنی حضور ﷺ نے جانوروں کو لڑانے سے منع فرمایا ہے۔(بحوالہ مشکوۃ المصابیح ص/ ۲۵۹) .

حضرت تھانویؒ اپنے رسالہ ارشاد الھائم فی حقوق البہائم میں ارقام فرماتے ہیں مرغبازی، بٹیر بازی اور منڈے لڑانا، اسی طرح کسی جانور کو لڑانا سب اس میں داخل ہیں اور سب عام ہے گو خواہ مخواہ اس کو تکلیف دینا ہے اور اسی کے حکم میں ہے گاڑی بانوں کا بیلوں کو بھگانا کہ وہ بھی ہانپ جاتے ہیں اور بعض سواریوں کو بھی چوٹ لگتی ہے اور بجز تفاخر اور مقابلہ کے اس میں کوئی مصلحت نہیں اور گھوڑ دوڑ وغیرہ جبکہ اس میں قمار نہ ہو اس سے مستثنیٰ ہے۔(ارشاد الھائم فی حقوق البہائم ص/ ۱۹).

حضرت ربیعہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں دو آدمیوں نے مرغوں کے ذریعہ جوا کھیلا۔ حضرت عمرؓ نے مرغوں کو قتل کردینے کا حکم دے دیا تو اس پر انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کیا کیا؟ آپ اللہ کی مخلوق میں سے ایک ایسے مخلوق قتل کررہے ہو جو اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔تو انہوں نے قتل کرنا چھوڑ دیا۔

وضاحت:

جوا کھیلنے کی بہت سی صورتیں ہیں، اس میں ایک یہ بھی ہے کہ مرغوں کو لڑایا جائے جو ہار گیا، اس میں ہارنے والے پر مقرر مال عائد ہوگیا، جو دوسرے فریق کو مل گیا اس میں اول تو جانوروں کے لڑانے کی ممانعت ہے۔دوسرے جوا، ہی قرآنی نصوص کے

مطابق حرام ہے سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کو رجس من عمل الشیطان فرمایا ہے۔ جو شریعت اسلامیہ میں حرام ہے جس طرح بھی ہو اور جس صورت میں بھی ہو اس کا جو بھی نام رکھا جائے۔ (الادب المفرد ص ۲۴۲) .

شوقیہ کبوتر کھانے کا حکم ہے:

کبوتر کھانا حلال ہے۔ چاہے بطور دواء کھائے یا شوقیہ کھائے کوئی حرج نہیں۔ (بحوالہ فتاوی رحیمیہ ص ۲۲۶، ج ۱۰).

اپریل فول کا شرعی حکم:

اپریل فول کی رسم ایک مغربی رسم ہے اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔

اول: اس میں صریح جھوٹ بول کر فریب دینا ہنسنا ہنسانا ہے۔ جو کہ قطعاً جائز نہیں اس لئے کہ سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ " ویل للذی یحدیث فیکذب یضحک بہ القوم ویل م " ۔ (ابو داؤد ج ۲ /ص ۳۳۳) ۔

ترجمہ: یعنی ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو اس مقصد کے لئے جھوٹی بات کرے تا کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔

۲: لا یؤمن العبد الایمان حتیٰ یترک الکذب فی المزاحۃ ویترک المراء وان کان صدقا .

(کنز العمال حدیث نمبر ۸۲۲۹) .

یعنی بندہ اس وقت تک پورا ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ مزاح میں غلط بیانی نہ چھوڑ دے اور سچا ہونے کے باوجود جھگڑا نہ چھوڑ دے۔

دوم: اس میں خیانت کا بھی گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

کبرت خیانۃ ان تحدیث اخاك حدیثاًھولك مصدق وانت کاذب ۔(رواہ بحوالہ مشکوٰۃ بو داؤد، مشکوٰۃ ص ۴۱۳)۔

ترجمہ: بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ آپ اپنے دوست کو بات ایسی بات کہیں جو اس کے زعم میں سچ ہو حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو اور اس کا کبیرہ گناہ ہونا بالکل ظاہر ہے۔

سوم: اس میں دوسرے کو دھوکہ دینا ہے۔ یہ بھی کبیرہ ہے۔

حدیث میں من غشنا فلیس منا (مشکوٰۃ ۳۰۵)۔

ترجمہ: جو شخص ہمیں (مسلمانوں کو) دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

چہارم: اس میں مسلمانوں کو ایذاء پہنچانا ہے۔ یہ بھی کبیرہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ بیشک جو لوگ ناحق ایذاء پہنچاتے ہیں (مؤمن مردوں اور عورتوں) انہوں نے بہتان اور بڑا گناہ اُٹھا دیا۔

پنجم: اپریل فول منانا گمراہ اور بے دین قوموں کی مشابہت ہے۔

اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے من تشبہ بقوم فھو منھم۔

ترجمہ: جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہوگا۔ پس جو لوگ فیشن کے طور پر اپریل فول مناتے ہیں۔ ان کے بارے میں اندیشہ ہے۔ کہ قیامت کے دن یہود ونصاریٰ کے صف میں اُٹھائے جائیں۔ جب یہ اتنے بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے۔ تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے معمولی عقل بھی دی ہو وہ انگریزوں کی اندھی تقلید میں اس کا ارتکاب نہیں کر سکتا اسلام نے بے شک مزاح کی اجازت دی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پاکیزہ ظرافت اور تفریح طبع کے نمونے موجود ہیں لیکن یہ کہ کسی دن خاص کو اس قسم کی باتوں اور جنسی مذاق کے لئے مختص کر لیا جائے اور اس کے لئے دروغ گوئی اور فریب کو راہ دی جائے اور ہر قسم کے جھوٹ کو سند جواز بخش دیا جائے اسلام میں اس کام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (از جدید فقہی مسائل ج ۱۱ ص ۲۶۹، ۲۷۰)۔

سُوِمنگ پول میں بغرض تفریح مرد وعورت کا برہنہ ہو کر نہانا:

عن جابرؓ النبی ﷺ قال من کان یؤمن باالله والیوم الاخر فلا ید خل الحمام بغیر ازار۔

حضورؐ کا فرمان ہے۔ کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہو اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی ونسائی)۔

تشریح: جو قومیں نبی ﷺ کی ہدایت سے محروم ہیں حیاء وشرم سے خالی ہیں۔ انسان کا نفس شرم وحیاء کی پابندی سے بچتا ہے۔ اس لئے جو دین حق کے پابند نہیں ہوتے شرم وحیاء سے بھی آزاد ہوتے ہیں۔ مل جل کر مردوں اور عورتوں کا نہانا اور پردے کا اہتمام نہ کرنا جاہلیت کی تہذیب قدیم میں بھی تھا۔ اور اب تہذیب جدید میں بھی ہے حجاز سے باہر عہد نبوت میں ایسے حمام رواج میں داخل تھے۔ حضور ﷺ نے اوّل تو مردوں اور عورتوں کو ایسے حمام میں غسل کرنے سے منع فرمایا پھر مردوں کو تہبند باندھ کر نہانے کی اجازت دی لیکن یہ اجازت اس شرط سے ہے کہ کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور کسی عورت پر نظر نہ ڈالے۔ اور عورتوں کے لئے ان حماموں میں نہانے کی ممانعت اعلیٰ درجہ پر باقی رہی کیونکہ پورے کپڑے پہن کر بھی عورت غسل کریگی تب بھی مردوں کی نظریں اس کی طرف اُٹھیں گی، بھیگا ہوا کپڑا بدن پر اس طرح چپک جاتا ہے کہ اجزاء بدن کو الگ الگ ظاہر کرتا ہے، اس حالت میں مردوں کی نظر کسی عورت پر پڑے گی تو مزید تباہی کا باعث بنے گی۔ (الترغیب و الترھیب).

بین الاقوامی سطح پر کھیلے جانے والے چند معروف کھیلوں کی شرعی حیثیت

تفریح کے لئے باکسنگ، فری سٹائل، فائٹنگ اور بیل کے ساتھ کشتی کرنا:

المجمع الفقھی الاسلامی مکہ مکرمہ نے مذکورہ اُمور پر غور کیا جنہیں صحیح ورزش تصور کیا جاتا ہے۔ اور بعض غیر مسلم

ممالک میں بیلوں کے ساتھ کشتی کا رواج ہے، ورزشی کھیلوں کے نام پر ہونے والی ان کشتیوں کو اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں ٹی وی کے پروگراموں پر بھی نشر کیا جاتا ہے۔اس سلسلے میں المجمع الفقہی کے گزشتہ اجلاس میں تشکیل کردہ ماہر اطباء کی کمیٹی کی تحقیقات اور ان کھیلوں کے خطرناک نتائج کے اعداد وشمار پر غور کے بعد درج ذیل اُمور طے پائے:

اوّل: باکسنگ:

اجلاس کا متفقہ خیال ہے کہ ان دنوں باکسنگ کے جو مقابلے منعقد کئے جاتے ہیں۔ وہ شریعت اسلامی کی رو سے بالکل حرام ہیں، کیونکہ ان میں فریق مخالف کو ایسی شدید جسمانی اذیت پہنچانے کو جائز تصور کیا جاتا ہے۔ کہ بسا اوقات مد مقابل اندھاپن، سخت نقصان، دماغی چوٹ یا گہرے ٹوٹ بلکہ موت کا بھی شکار ہو جاتا ہے۔ اور مارنے والے پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں آتی ہے۔ جیتنے والے کے حامیوں کو اس کی جیت پر خوشی اور مد مقابل کی اذیت پر مسرت ہوتی ہے۔ جو اسلام میں ہر اعتبار سے حرام اور ناقابل قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "ولا تلقو بأيدیكم الى التهلكة" (البقرة ١٩٥)۔

ترجمہ: اور اپنے اپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو، اور ارشاد ہے۔

"ولا تقتلوا انفسكم ان الله كا ن بكم رحيما" (سورة نساء ٢٩).

ترجمہ: اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ "لاضرر ولاضرار" فقہاء اسلام نے صراحت سے لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنا خون دوسرے کے لئے مباح کردے اور کہے کہ مجھے قتل کردو تو بھی اس کا قتل جائز نہیں۔ اگر دوسرا شخص ایسا کرتا ہے۔ تو وہ اس کا ذمہ دار اور سزا کا مستحق ہوگا۔ ان بنیادوں پر اکیڈمی طے کرتی ہے۔ کہ باکسنگ نہ تو جائز ہے اور نہ اسے جسمانی ورزش کا نام دینا صحیح ہے کیونکہ ورزش میں مشقت ہوتی ہے اور دوسرے کو ایذا وضرر رسانی نہیں ہوتی۔ ضروری ہے کہ علاقائی ورزشی پروگراموں سے ختم کردیا جائے۔ اور عالمی مقابلوں میں ان میں شرکت نہ کی جائے، اکیڈمی یہ بھی طے کرتی ہے۔ کہ ٹی وی پروگراموں پر انہیں نشر نہ کرے کیونکہ یہ جائز نہیں، تا کہ نئی نسل کے بچے انہیں سیکھنے اور نقل کرنے سے محفوظ رہیں۔

دوم: فری سٹائل فائیٹنگ:

فری سٹائل فائیٹنگ جس میں کھیلنے والے ایک دوسرے کی ایذاء رسانی کو مباح سمجھتے ہیں۔ اکیڈمی کے اس اجلاس کے خیال میں پوری طرح باکسنگ کے مشابہ ہے۔ دونوں کی ظاہری شکل میں فرق کے باوجود وہ تمام شرعی ممنوعات جن کا باکسنگ کے تحت ذکر ہوا، فری سٹائل فائیٹنگ میں بھی پائی جاتی ہے۔ جن کے مقابلے منعقد ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ بھی شرعاً حرام ہے۔ کشتی کی دوسری شکلیں جو محض جسمانی ورزش کے لئے کھیلی جاتی ہے۔ اور ان میں ایذا رسانی کو مباح نہیں سمجھا جاتا ہے۔ شرعاً جائز ہیں۔ اور اجلاس کے خیال میں ان

میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے۔

سوم: بیلوں کے ساتھ کشتی:

بعض ممالک میں بیلوں کے ساتھ کشتی کا رواج ہے۔ جن میں تربیت یافتہ مسلح انسان مدمقابل بیل کو موت کے گھاٹ اُتار دیتا ہے، اسلام کی نظر میں یہ بھی شرعاً حرام ہے کیونکہ جانور کو ایذاء پہنچا کر اور اس کے جسم میں نیزے بھونک کر قتل کیا جاتا ہے اور بیشتر اوقات خود بیل بھی اپنے مدِ مقابل انسان کو ختم کر دیتا ہے، یہ لڑائی ایک وحشیانہ فعل ہے جسے شریعت اسلامیہ تسلیم نہیں کرتی، رسول اکرم ﷺ سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ ایک عورت نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ اسے کھلاتی پلاتی اور نہ اسے چھوڑتی کہ وہ خود گھوم پھر کر زمین سے کھالے وہ اس وجہ سے جہنم میں ڈال دی گئی، لہٰذا جب بلی کو باندھ کر رکھنے سے قیامت کے دن جہنم میں داخل ہونا پڑے تو بیل کو اسلحہ سے تکلیف پہنچا کر مار ڈالنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

چہارم: جانوروں کی لڑائی:

اکیڈمی یہ طے کرتی ہے کہ بعض ممالک میں اونٹوں، مینڈھوں، مرغوں وغیرہ کے لڑانے کا رواج ہے۔ جن میں ایک جانور دوسرے جانور کو زخمی یا ختم کر دیتا ہے۔ وہ بھی حرام ہیں۔

دستخط شرکاء :

(دستخط)	(دستخط)
نائب رئیس	رئیس مجلس المجمع الفقهی
عمر نصیب	عبد العزیز بن عبدالله بن باز

دستخط ممبران:

(دستخط)	(دستخط)	(دستخط)
محمد بن جبیر	ڈاکٹر بکر عبد الله ابوزید	عبدالله العبدالرحمن البسام
(دستخط)	(دستخط)	(دستخط)
صالح بن فوزان بن عبد الله	محمد بن عبدالله بن السبیل	مصطفی احمد الزرقاء الفوزان
(دستخط)	(دستخط)	(دستخط)
محمد محمود الصوف	ابوالحسن علی الحسینی الندوی	محمد رشید راغب قبانی
محمد الشاذلی النیفر	ابو بکر جومی	ڈاکٹر احمد فهیمی ابوسنه

ملاحظہ ہو (عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل) متفرق صفحات:

بیس بال:

اس کا حکم بظاہر وہی ہے جو کرکٹ کا ہے۔ یعنی اس کا مکمل گیم کھیلنا جو گیارہ اننگز پر مشتمل ہوتا ہے۔ محض اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا ہے اور اپنے اپ کو بے جا تھکانا ہے۔ البتہ اگر اسے ایک دو گھنٹے کے لئے بطور تفریح طبع کھیلا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع امر نہ ہو اور نہ دینی و دنیاوی فرائض و واجبات کا ضیاع ہو۔

باسکٹ بال، اسکوائش:

یہ وہ کھیل ہے۔ جس میں وقت کا خرچ نسبتاً کم ہے۔ ان کھیلوں میں جسمانی ورزش بھی بہت اچھی ہوتی ہے اور کھیل میں شامل تمام کھلاڑی بالعموم یکساں طور پر محفوظ ہوتے ہیں۔

ان کھیلوں میں اگر ستر یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا جسم چھپانے کا اہتمام کیا جائے اور کسی خلاف شرع امر کا ارتکاب اور دینی و دنیاوی فرائض و واجبات کا فوت نہ ہو تو انہیں کھیلنے کی شرعاً گنجائش ہے۔

آئس ہاکی:

مندرجہ ذیل امور کی بناء پر اس کا کھیلنا شرعاً ناپسند ہے۔

(۱)...... جارحیت اس میں تقریباً لازم ہوتی ہے۔ اور اس میں کھلاڑیوں کا زخمی ہونا آئے دن کا مشاہدہ ہے۔

(۲)...... اگر جارحانہ انداز میں نہ بھی کھیلا جائے تب بھی زخمی ہو جانے کا احتمال بہت قوی ہے۔

(۳)...... حفاظتی سامان کے بغیر کھیلنے میں جان کا خطرہ ہے اور حفاظتی سامان کے لئے کئی سو ڈالر درکار ہے جو بلاشبہ اسراف ہے اور محض کھیل اور تفریح کے لئے اتنی کثیر رقم خرچ کرنا معقول بھی نہیں خصوصاً جبکہ تفریح کے لئے دوسرے کم خرچ والے کھیل بھی موجود ہیں۔ البتہ اگر آئس ہاکی کی بجائے جسمانی ورزش اور تفریح طبع کے لئے عام ہاکی یا عام گراؤنڈ پر کھیلا جائے، جیسا کہ فیلڈ ہاکی میں ہوتا ہے تو اس کی گنجائش ہے

فٹ بال، گیند، کبڈی، کھیلنے کا شرعی حکم:

یہ کھیلیں اگر بقصد ورزش اور مشق اور تندرستی باقی رکھنے کے واسطے کھیلے جائیں تو درست ہے مگر ستر پوشی اور دیگر حدود شریعت کی رعایت لازمی ہے جبکہ ان میں انہماک سے احکام شرعیہ وغیرہ میں خلل نہ آوے اور قصد لہویت بھی نہ ہو۔

(کما فی الدر والمصارعة لیست ببدعة وقد جاء الاثر فیها الا ان ینظر ان اراد التلهی یکره ذلك ویمنع عنه وان اراد تحصیل القوة لیقدر علی مقاتلة الکفرة فانه یجوز ویثاب علیه کذا فی جواهر الفتاوی۔ قال القاضی الامام الملك، اللعب الذی یلعب به الشبان ایام الصیف بالبطیخ بان یضرب بعضهم بعضاً مباح غیر

مستنکر(ج:٦/٢٢٤) وفی ردالمحتار: اقول قدمنا عن القهستانی جواز اللعب باالصولجان وهو الكرة للفروسيةو كذا قوله وما اثالة الحجر باليد وما بعده فالظاهر انه ان قصد به التمرن والتقوى على الشجاعة لاباس به۔ (امدادالاحکام ج٤/ص٣٤٤) ۔

امریکن فٹ بال (رگبی):

یہ بھی مندرجہ ذیل اُمور کی بناء پر شرعاً پسندیدہ نہیں:

(۱)......اس میں جارحیت تقریباً لازم ہے۔ جس کی وجہ سے کھلاڑی آئے دن زخمی ہوتے ہیں۔

(۲)......حفاظتی سامان کے لئے کثیر رقم درکار ہوتی ہے۔ جس سے اسراف لازم آتا ہے۔

(۳)......کیونکہ جارحانہ انداز میں کھیلا جاتا ہے۔

لہٰذا خواہ مخواہ جھگڑے اور دل شکنی پیدا ہوتی ہے۔ اور تفریح جو مقصود ہے وہ حاصل نہیں ہوتی۔ البتہ اسے جارحانہ انداز میں کھیلنے کی بجائے محض قاعدے کے مطابق کھیلا جائے جیسا کہ بچے کھیلتے ہیں۔ تو اس کی گنجائش ہے

(۴)...... کشتی لڑنا، کراٹے، کنگ فو، باکسنگ:

ان کو بغرض اعانت علی الجہاد اور بوقت ضرورت دفاع کے لئے سیکھنا جائز ہے اور مناسب حدود میں ان سے جسمانی ورزش بھی اچھی ہوتی ہے۔ البتہ کسی کو ناحق نقصان پہنچانے یا زخمی کرنے کے لئے سیکھنا ناجائز ہے اس طرح محض تفریح طور پر ایک دوسرے کے ساتھ مذکورہ کھیل لڑنا بھی مناسب نہیں، اس لئے اس سے زخمی ہونے کا اور دل شکنی کا قوی اندیشہ ہے۔ نیز یاد رہے کہ ان کی تعلیم وتعلم کے دوران کسی کے سر یا چہرہ کو نشانہ بنایا جائے کہ یہ ناجائز ہے۔ نیز وردی ایسی پہنی جائے کہ جن اعضاء کا شرعاً کھولنا ممنوع ہے۔ وہ ڈھانپے ہوئے ہوں اگر وہ اعضاء نہ چھپائے جائیں تو ایسی صورت میں یہ بھی ممنوع ہوگا۔

دنگل (پہلوانی) کا حکم:

دنگل میں پہلوان کا اکثر حصہ بدن ننگا ہوتا ہے اس لئے کہ اس میں پہلوان صرف پاجامہ پہن کر کھیلتا ہے اور اس میں وہ حصہ بدن جن کا ستر لازمی ہے کھلا رہتا ہے جیسے زانو وغیرہ لہٰذا الركبة من العورة کے حوالے سے ایسا کھیل کھیلنا، دیکھنا جائز نہیں ہے۔

کما فی امداد الاحکام: قلت وان کان فی کشف العورة مندوحة عند غیر الاحناف وفی کشف الفخذ لعمل الارض سعة عند مالك ولكن لايفتى بغير مذهبنا الا عند الحاجة ولاحاجة فی ذلك اصلا ۔ (امدادج٤/٣٧٨)۔

پول، سنوکر، بولنگ:

ان کھیلوں میں بذات خودکوئی بات ناجائز نظر نہیں آتی البتہ ان میں بعض اوقات انہماک اتنا ہوتا ہے کہ جوفرائض سے غافل کردیتا ہے ایسا انہماک بالکل ممنوع ہے۔ البتہ جسمانی ورزش یا ذہنی تھکن دور کرنے کے لئے دوسرے ممنوعات سے بچتے ہوئے اگر کچھ وقت کھیلا جائے تو گنجائش ہے۔

ویٹ لفٹنگ یعنی وزن اُٹھانا:

یہ بھی ایک مفید جسمانی ورزش ہے۔ بشرطیکہ اس میں انہماک نہ ہو جس سے فائدہ کی بجائے نقصان ہونے لگے۔ اس لئے کہ اس میں بیجا انہماک صحت کے لئے مضر ہے بہتر یہ ہے کہ ڈاکٹر حضرات یا ماہرین سے مشورہ لیکر کیا جائے۔

(۳)......وہ بورڈ گیمز جن پر تصویریں ہوں، انہیں کھیلنے سے پہلے یہ اہتمام کرنا چاہیے۔ کہ تصویر کے سر والے حصہ کو مٹا دیا جائے۔ البتہ بورڈ گیمز مثلاً (Mohopoly) جو کئی دنوں تک جاری رہتے ہیں۔ اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا، تو ایسے گیمز شرعاً ممنوع ہیں۔ کہ یہ فرائض اور دیگر اہم اُمور میں خلل انداز ہوں گے۔ اور ذہن کو مسلسل تشویش میں رکھنے والے ہیں۔

"فی ردالمحتار، وفی القهستانی عن الملتقط من لعب بالصولجان يريد الفروسة جاز وعن الجواهر قد جاء الر فی رخصة المصارعة علی المقاتلة دون التلهی فانه مكروه ٦: ٣٠٢ وفيه: قد منا عن القهستانی جواز اللعب بالصولجان وهوالكرة الفروسية وفی جواز المسابقة بالطير عندنا نظر وكذافی الصلجان جواز معرفة ما فی اليد واللعب بالخاتم فانه لهومجرد واما المسابقة بالبقر اوالفن الباجة فظاهر كلامهم الجواز ورمی البندوق والحجر كا الرمی بالسهم واما اشالة الحجر باليد وما بعده فالظاهر انه ان قصد به التمرن والتقوی لا علی الشجاعة لاباس . (٦: ٤٠٤).

بسنت سے تفریح حاصل کرنا:

ایک سوال اٹھا ہے اور پورے زور وشور سے اُٹھا ہے، ایسے حلقوں میں بھی اُٹھا ہے جہاں اس قسم کے سوالات اُٹھانے کا رواج ہی نہیں۔ اس سوال کو اُٹھانے میں چند اہل دل کا درد دل شامل ہے وہ قومی سرمایہ کے ضیاع، جانوں کی ہلاکت، دشمنان اسلام کی نقالی اور شعائر اسلام کی توہین وتحقیر برداشت نہیں کرسکتے۔ انہوں نے ہوا کا رخ دیکھ کر جان لیا کہ اگر اس طوفان بدتمیزی کے سامنے بند نہ باندھا گیا تو یہ طوفان پوری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ پھر چند دیوانے ہی نہیں ڈوبیں گے بلکہ لب ساحل پر بیٹھ کر تماشا دیکھنے والوں کو بھی غرقابی سے کوئی نہیں بچاسکے گا، اگر ہوا تند وتیز تھی لیکن دل والوں نے شب دیجور میں چراغ جلا کر رکھ دیا ہے" تاکہ جسے مرنا ہے وہ اتمام

حجت کے بعد مرے اور جسے زندہ رہنا ہے وہ اتمامِ حجت کے بعد زندہ رہے۔'' انہوں نے منبر ومحراب سے صحافت اور اشاعت کے بلند مینار سے آوازِ حق بلند کی ہے، مردہ دلوں کو جھنجھوڑا ہے، تاریخی اور مستند حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ تم جشنِ بہاراں کے نام پر جو کچھ کر رہے ہو یہ آوارگی ہے، بدتہذیبی ہے، گستاخانِ رسول صلی اللہ وسلم سے مشابہت ہے، اسراف ہے، سودی قرضوں کے بوجھ تلے سسکتی اور غربت اور گرانی کے جبڑوں میں جکڑی ہوئی قوم کے ساتھ بھونڈا مذاق ہے۔ بات دل سے اٹھی ہے، اس میں اٹھانے والوں کا کوئی مفاد، کوئی غرض شامل نہ تھی، نہ وہ شہرت کے خواہاں تھے، نہ لیڈری چمکانا چاہتے تھے اس لئے ان کی آواز بے اثر نہیں رہی۔ کچھ لوگ متاثر ہوئے ہیں، چند پیشانیوں پر عرقِ ندامت کے موتی چمکے ہیں، چند گنگ زبانیں کھلی ہیں اور انہوں نے بسنت کی غلاظت کو تفریح کے خوشنما پردے میں چھپانے والوں سے سوال کیا ہے۔ کہ کیا ہر تفریح جائز ہے۔ ؟

مگر یہ سوال تو صرف ان لوگوں سے کیا جا سکتا ہے۔ جن کا ضمیر زندہ ہے۔ جنہوں نے دنیاداری کے بکھیڑوں کے باوجود اسلامی تعلیمات سے اپنا تعلق ٹوٹنے نہیں دیا، جو معیشت یا معاشرت، کھیل یا ثقافت کسی میدان میں قدم رکھنے سے پہلے ایک نظر کتاب و سنت پر ضرور ڈال لیتے ہیں۔ جن کے لئے سب سے زیادہ اہمیت شکم پروری اور شہوت میں تفریق کے قائل نہیں اور جنہوں نے اپنی خواہشات ہی کو شریعت قرار دے رکھا ہے۔ ان کی نظر میں اس سوال کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ ان کے خیال میں جائز اور ناجائز کا سوال دقیانوسیت ہے۔ قدامت پرستی ہے۔ ملائیت ہے۔ اور ملا جو بھی کہے وہ غلط ہے۔ تنگ نظری ہے۔ یہ حضرات تفریح کہتے ہیں۔ اپنے سے باہر ہو جانے کو، حدود وقیود کو توڑ دینے اور فلک شگاف قہقہے بلند کرنے کو، خواہ قہقہے کسی تڑپتی ہوئی لاش پر بلند ہوں یا جلتے ہوئے گھر پر، کسی عفیفہ کی تار تار چادر پر ہوں یا کسی پسر گم کردہ ماں کی آہ وزاری پر۔ جب تمدن اپنے حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اور جب اس کے پہلو میں انسان کے دل کی بجائے بھیڑیے اور چیتے کا دل پیدا ہو جاتا ہے۔ تو پھر انسانی حقوق، مذہبی روایات اور اخلاقی تقاضوں کی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ نفس امارہ کی لامحدود خواہشوں ہی کو اصل اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ ''تاریخ اخلاق یورپ'' اٹھا کر دیکھئے اہلِ روما کے ہاں سب سے زیادہ مقبول کھیل سیاہی تھا۔ جس میں انسان کو جانوروں سے لڑنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اسٹیڈیم میں اسی اسی ہزار افراد کا پر جوش مجمع ہوتا تھا۔ اُمراء و اعیانِ دولت کی زرق و برق پوشاکیں نظروں کو خیرہ کر رہی ہوتیں۔ اس مجمع کے لئے سب سے زیادہ دلچسپ فرحت افزا اور مست کر دینے والا نظارہ وہ ہوتا ہے۔ جب ہزیمت خوردہ زخموں سے چور ہو کر جان کنی کی تکلیف میں مبتلا ہوتا اور موت کے کرب میں آخری ہچکی لیتا ہے۔ اس وقت ٨٠ ہزار زبانوں سے یکبار صدائے تحسین بلند ہوتی، اس آواز سے شہر کیا معنی، مضافات شہر تک گونج اُٹھتے ہیں، اس وقت روما کے خوش باش اور زندہ دل تماشائی اس خوش کن منظر کو دیکھنے کے لئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے اور پولیس کو بھی ان کو کنٹرول میں رکھنا ممکن نہیں ہوتا۔ جب خونخوار تفریحات حد سے بڑھ گئیں تو انہیں روکنے کے لئے احکام جاری کئے گئے لیکن سیلاب اتنا پر زور تھا کہ کوئی آرڈیننس اور کوئی بند اسے روک نہ سکا کیونکہ اس کھیل کے طرفدار اسے ظالمانہ عمل نہیں بلکہ تفریح سمجھتے تھے اور

تفریح سے دستبردار ہونے کے لئے وہ کسی طور پر آمادہ نہ تھے۔ آپ بازنطیوں کو چھوڑیے اپنے پتنگ باز مسلمان بھائیوں ہی کو لے لیجئے، انہیں سمجھانے والے انداز بدل بدل کر سمجھا رہے ہیں۔ کہ بسنت اور پتنگ بازی صرف ایک گناہ کی حد تک نہیں رہا بلکہ کئی گناہوں کا مجموعہ بن چکا ہے۔ یہ ہندوؤں کے مذہبی تہوار کی بازگشت ہے، اس کے ڈانڈے گستاخانِ رسول سے ملتے ہیں۔ اس میں کروڑوں روپے اور قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوتی ہے۔ اس میں لوٹ کھسوٹ، چوری چکاری، گانا بجانا، بے پردگی، مرد و زن کا مخلوط اجتماع فضول ہوائی فائرنگ، اڑوس پڑوس بلکہ پورے شہر کی ایذاء رسانی، جوا اور شراب نوشی جیسے کئی گناہ شامل ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کی معاشی اور سیاسی حالات بھی اس قسم کی تفریحات کی اجازت نہیں دیتے۔ پتنگ بازی ان کھیلوں میں شامل ہو چکی ہے۔ جو نئی نسل کے اخلاقی بگاڑ میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ کہا جا رہا ہے۔ اور محض خیر خواہی کے جذبہ کے تحت کہا جا رہا ہے۔ مگر ہمارے بسنت کے مارے ہوئے بعض بھائیوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ وہ ایک ہی بات بار بار دہرائے جا رہے ہیں۔ وہ یہ کہ "بسنت ایک تفریح ہے۔ اور اسلام نے تفریح کی اجازت دی ہے۔" اس میں شک نہیں کہ اسلام تفریح کی اجازت دیتا ہے۔ کیونکہ اسلام دین فطرت ہے۔ وہ فطرت کے تقاضوں کو نہ دباتا ہے۔ نہ ختم کرتا ہے۔ بلکہ ان کا رخ بدلتا ہے۔ کھیل کود، دل لگی اور تفریح طبع انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اس لئے اسلام نے اس کی اجازت دی ہے۔ باوجودیکہ حضور اکرم ﷺ کے قلب و دماغ پر ہر وقت فکرِ آخرت اور غمِ انسانیت چھایا رہتا تھا۔ پھر بھی آپ ﷺ ازواج مطہرات کے ساتھ، صحابہ کرام اور معصوم بچوں کے ساتھ دل لگی کے لئے وقت ضرور نکالتے تھے۔ کشتی، گھوڑ دوڑ اور نیزہ بازی جیسے جنگی کھیلوں میں آپ کا عملی طور پر حصہ لینا آحادیث سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ چاہتے تھے، کہ لوگ یہ نہ سمجھیں۔ کہ اسلام میں کسی بھی قسم کے کھیل کی اجازت نہیں۔ عید کے دن کچھ حبشی بچے ڈھال اور نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ وہ حضور ﷺ کو دیکھ کر جھجکے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے حبشی بچو! کھیلتے رہو تا کہ یہود و نصاریٰ کو پتا چل جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔" اسی طرح عید کے دن کچھ بچیاں کھیل رہی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں منع کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے ابوبکر! انہیں چھوڑ دو یہ عید کے دن ہیں۔ تا کہ یہودیوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا دین گنجائش والا ہے۔ مجھے ایسی شریعت دے کر بھیجا گیا ہے۔ جو افراط و تفریط سے پاک اور بہت آسان ہے۔

ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دل اسی طرح اُکتانے لگتا ہے۔ جیسے بدن تھک جاتے ہیں۔ تو اس کے لئے حکمت کے راستے تلاش کرو"۔

یعنی کوئی ایسی تفریح اور دل لگی کی صورت اختیار کرو جس سے دل کی اُکتاہٹ دُور ہو جائے۔ خود آپ ﷺ کی عادت مبارکہ حضرت علیؓ نے بیان فرمائی ہے۔ کہ جب آپ ﷺ کسی صحابی کو مغموم اور پریشان دیکھتے تو دل لگی کے ذریعے اسے خوش فرما دیتے تھے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ دینِ فطرت میں فطرت کے تقاضوں کو دبایا نہیں۔ بلکہ جائز حدود میں رہتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی

گئی ہے۔ایسی تفریح جس سے روح کو فرحت، جسم کو صحت اور طاقت، طبیعت میں نشاط اور چستی اور میدانِ جہاد میں مہارت پیدا کرتی ہو وہ صرف جائز ہی نہیں شرعاً مطلوب بھی ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ گھوڑ دوڑ، تلوار بازی اور تیر اندازی کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا:

" جس نے نشانہ بازی سیکھی اور پھر اسے چھوڑ دیا تو ہم میں سے نہیں " ۔

لیکن ایسے کھیل اور تفریحات جو کسی حرام اور معصیت ہوں یا جن میں مشغول ہو کر انسان اپنے دینی فرائض اور انسانی حقوق سے غافل ہو جائے یا جن کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف ہو یا جن کا کوئی ہی مقصد نہ ہو محض وقت گزارنے کے لئے کھیلا جائے تو شریعت ان کی اجازت نہیں دیتی یہاں تک کہ اگر نشانہ بازی، تیراکی اور دوڑ جیسے جہادی کھیلوں میں بھی خرابیاں پیدا ہو جائیں۔تو ان کی موجودگی میں ان کھیلوں کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔مثال کے طور پر اگر گھوڑ دوڑ میں جوا کھیلا جائے یا شرعی ستر کا اہتمام نہ ہو یا اس میں لگ کر نماز چھوڑ دی جائے تو اس سے منع کر دیا جائے گا۔ان تصریحات کو سامنے رکھ کر پتنگ بازی، کرکٹ، کبوتر بازی اور ویڈیو گیمز جیسے کھیلوں پر نظر ڈالی جائے۔جنہیں میڈیا کے ذریعے مقبولِ عام بنا دیا گیا ہے۔کہ ان سے شریعت کے کتنے احکام کو پامال کیا جاتا ہے۔کتنے قیمتی اوقات کو ضائع کیا جاتا ہے، کتنا سرمایہ برباد کیا جاتا ہے۔کتنی بے پردگی اور بے حیائی ہوتی ہے۔کتنے حقوق و فرائض کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔اور نجانے کتنے ناجائز امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔مگر یہ سب باتیں تو ان کے لئے ہیں۔جن کے ضمیر زندہ ہیں۔جن کا اسلام سے تعلق باقی ہے۔جو ناجائز اور جائز کی تمیز کے قائل ہیں۔اور جو اس تمیز کو کھو چکے ہیں۔ان کے لئے تو بس دُعا ہی کی جاسکتی ہے۔

بسنت تاریخ اور حدیث کی روشنی میں:

سکھ مورخ ڈاکٹر بی ایس نجار نے اپنی کتاب (پنجاب میں آخری مغل دورِ حکومت) میں لکھا ہے کہ ۱۷۰۷ء تا ۱۷۵۹ء زکریا خان پنجاب کا گورنر تھا۔حقیقت رائے سیالکوٹ کے ایک کھتری باکھمل پوری کا بیٹا تھا۔اس نے پیغمبر اسلام حضرت مصطفیٰ ﷺ کی شانِ اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کئے۔اس جرم پر حقیقت رائے کو قاضی وقت نے موت کی سزا دی اس واقعہ سے غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا اور بڑے بڑے ہندو مہاشے اور سرکردہ لوگ زکریا خان گورنر کے پاس گئے کہ حقیقت رائے کی سزائے موت معاف کر دی جائے لیکن زکریا خان نے ان کی سفارش ماننے سے انکار کیا۔حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے قرآن و سنت اور عقلِ سلیم کی روشنی میں اس کھیل کی جو خرابیاں بیان کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) پتنگ کے پیچھے دوڑنا:

اس کا وہی حکم ہے جو کبوتر کے پیچھے دوڑنے کا ہے۔جس میں رسول اللہ ﷺ نے دوڑنے والے کو شیطان فرمایا ہے۔

(مسند احمد ، ابو ئود مشکوۃ المصابیح ص ۳۸۶).

(۲) دوسروں کی پتنگ لوٹنا احادیث کی رو سے:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جسے بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے نہیں لوٹتا کوئی شخص اس طرح لوٹنا کہ لوگ اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہوں اور وہ پھر بھی مومن رہے یعنی دوسروں کی چیز لوٹنا ایمان کے منافی ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ پتنگ لوٹنے میں مالک کی اجازت ہوتی ہے اس لئے حدیث شریف کی وعید کا اس سے تعلق نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مالک کی اجازت ہرگز نہیں ہوتی۔ چونکہ عام رواج اس کا ہو رہا ہے اس لئے خاموش ہو جاتا ہے۔ دل سے ہرگز رضامند نہیں اور خوش نہیں۔ اگر اس کا بس چلے تو وہ خود دوڑے اور کسی کو اپنی پتنگ نہ لوٹنے دے یہی وجہ ہے کہ پتنگ کٹ جانے کے بعد آدمی جلدی جلدی ڈور کھینچتا ہے کہ جو ہاتھ لگ جائے غنیمت ہے۔

(۳) نماز اور خدا کی یاد سے غافل ہونا:

یہی وجہ ہے کہ خدا نے شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی علت بتائی ۔ (لیضل عن سبیل اللہ).

(۴) بے پردگی:

عموماً پتنگ باز چھتوں پر چڑھ کر قرب وجوار کے پڑوس کی عورتوں اور اجنبی غیر محرم پر نظر پڑنے کے مواقع فراہم کرتا ہے جو ناجائز ہے جیسا کہ کبوتر بازی میں ممنوع تھا۔

کما فی الدر فان کان یطیرها فوق السطح مطلعاً علی عورات المسلمین ویکسر زجاجات الناس برمیه تلک الحمامات عزر ومنع اشد المنع اه .

(شامی ص/۴۰۱ ج ٦) .

ترجمہ: یعنی اگر اس کے وجہ سے لوگوں کے حیا اور عصمت کے پردے چاک ہوتے ہیں اور گھروں کے شیشے وغیرہ سامان کو نقصان پہنچا جاتا ہے تو اسکو سختی سے منع کیا جائے گا اور یہ قابل تعزیر جرم ہے۔

(۵) جانی نقصان:

پتنگ بازی کے دوران چھت سے گر کر مرنے کی خبریں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔ چنانچہ ۱۲ فروری سن ۲۰۰۲ء کے قومی اخبارات میں بسنت (پتنگ بازی) کے نتیجے میں تین اموات کے حادثہ رپورٹ ہوئی پہلے خبر ایک تین سالہ معصوم بچے کی ہے جو پتنگ کے ڈور سے شہ رگ کٹنے کے وجہ سے وفات ہوا (روزنامہ، نوائے وقت، ۱۲ فروری ۲۰۰۲ء) اس کے علاوہ پتنگ یا ڈور لوٹنے کے دوران ٹریفک کے حادثے بھی بکثرت ہونے لگیں ہیں، جن کی خبریں نامہ نگاروں تک نہیں پہنچ پاتیں جس کھیل میں انسانی جان کا ضیاع ہو، اسے کھیل کہنا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے رسول اللہ ﷺ نے تو اس چھت پر سونے سے بھی

منع فرمایا ہے جس پر منڈیر نہ ہو کہ کہیں اچانک اُٹھ کر چلنے سے نیچے گر نہ پڑے۔

(ابو داود وترمذی ، مشکوۃ المصابیح ص / ۴۰۴ ،باب الجلوس والنوم والمشی).

(۶) مالی نقصان:

ہر سال لوگ کروڑوں اور اربوں روپے خرچ کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ بسنت کے دوران استعمال ہونے والا سامان زیادہ دوسرے ملکوں سے برآمد کئے جاتے ہیں جن کو اربوں کی رقم دینا پڑتی ہے۔ پتنگ بازی میں قوم کا لاکھوں روپیہ بلاوجہ ضائع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ روزنامہ اوصاف کی ایک رپورٹ ملاحظہ ہو: (بسنت منانے کے لئے بیرون ممالک سے درآمد کیا جاتا ہے جن میں کاغذ جرمنی سے بھاری زرمبادلہ خرچ کر کے ان ممالک سے صرف ایک فضول رسم پوری کرنے کیلئے منگواتے ہیں جو کہ غور طلب پہلو ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس فضول اور ھندوانہ رسم پر ضائع ہونے والے اربوں روپے بچا کر اس سے ہم ملکی ترقی اور عوامی فلاح و بہبود کے تعمیراتی کاموں پر بھی لگا سکتے ہیں تا کہ قوم وملک کو ترقی کی منزل پر رواں دواں کیا جائے (اوصاف ج ۵ شمارہ ۲۰ ہفتہ مارچ ۲۰۰۲) اسی حوالے سے ایک دوسری رپورٹ: ایک موثوق ذرائع کی اطلاع مطابق پرل کانٹینیل ہوٹل کی چھت صرف ایک رات کے لئے ۳۰ لاکھ روپے میں بکنگ کرائی گئی تھی۔ لاہور شہر کے تمام بڑے ہوٹلوں میں جہاں شراب وکباب کی خرمستیاں عام دنوں میں بھی نہیں رکتیں۔ وہاں مقروض قوم کے عیاشوں نے صرف ایک رات کے بدمعاشی کیلئے لاکھوں روپے خرچ کر ڈالے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق بسنت کے ایک رات اور ایک دن میں تقریباً ساڑھے تین ارب روپے عیاشیوں کے نذر کر دیئے گئے لاکھوں روپے کی پتنگیں اور ڈوریں خریدی گئیں تقریباً ڈیڑھ ارب روپے کی بجلی کا ضیاع کیا گیا۔ ۲۲ سے زیادہ انسانی جانوں کا نقصان ہوا، تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے آتش بازی کے نذر کر دیئے گئے۔ پتنگیں لوٹنے والوں کے پر ہجوم سڑکوں پر آجانے سے ۱۰۰ سے زیادہ ایکسیڈنٹ ہوئے جن میں پانچ کی حالت نازک تھی یہ سارا احوال عیاشیوں کی یہ ساری داستانیں۔ ۳۸ بلین ڈالر کے مقروض قوم اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ہے جن کی آئندہ نسلیں بھی فی کس ۲۳ ہزار روپے کی مقروض پیدا ہونگی زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں ہمارے مقتدر غریب مسلمان عوام کے خون سے نچوڑے ہوئے اربوں روپے صَرف کر کے ایک گستاخ رسول مشرک کی یاد منا کر دوسرے مشرکوں کو خوش کرنے میں مصروف ہیں۔ **(بشکریہ ماھنامہ الاحرار مارچ ۲۰۰۲).**

تبصرۂ کتب

تبصرہ کے لئے دو عدد نسخے ارسال کرنا ضروری ہے اور اپنا مختصر سوانحی خاکہ منسلک کر دیں...... ادارہ